دروس البلاغة

محمد رمضان رضا عطاری

بن

محمد صدیق

درجہ ثالثہ A

بلاغت جلد 2

استاذِ محترم جناب حضرت علامہ
مولانا الحافظ القاری مکررِ شعلہ بیان
عظیم نکتہ دان "عطاء اللہ رضوی"
(آف میانوالی)

جامعۃ المدینہ فیضانِ امام اعظم تلونڈی (قصور)

1

علم بیان

★ علم بیان وہ علم ہے جس میں تشبیہ، مجاز اور کنایہ کے متعلق بحث کی جائے

ا۔ پہلا درس

"تشبیہ"

تشبیہ نام ہے ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ کسی ایسی صفت میں لاحق کرنا جو دونوں میں پائی جاتی ہو، امر اول کو مشبہ، دوسرے کو مشبہ بہ، اور وصف کو وجہ شبہ اور ادات کو حرفِ تشبیہ کہتے ہیں

مثلاً "العلم کالنور فی الھدایۃ"

اس میں "علم" مشبہ، "نور" مشبہ بہ "ہدایت" وجہ شبہ اور "کاف" اداتِ تشبیہ ہے

★ تشبیہ سے تین بحثیں متعلق ہیں

(1) ارکان تشبیہ

(2) اقسام تشبیہ

(3) غرضِ تشبیہ

8 DEC 2017
18 ربیع الاول 1439ھ

ا۔ دوسرا درس

Scanned by CamScanner

بحث الاول

تشبیہ کے ارکان چار ہیں

(1) مشبہ (2) مشبہ بہ (3) وجہ شبہ (4) حرفِ تشبیہ

★ مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفینِ تشبیہ بھی کہا جاتا ہے۔

★ طرفین کی باعتبارِ حسی اور عقلی ہونے کے چار قسمیں ہیں۔

(1) دونوں (مشبہ، مشبہ بہ) حسی ہوں
جیسے "الْوَرَقُ کالحریرِ فی النُّعومۃ"

(2) دونوں عقلی ہوں
جیسے "الجھل کالموت"

(3) دونوں مختلف ہوں یعنی مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو
جیسے "خُلُقُہٗ کالعِطْر"

(4) مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو
جیسے "طبیبُ السوءِ کالموت"

. . . .

وجہِ شبہ:

وجہ شبہ وہ وصفِ خاص ہے جس میں طرفین کے اشتراک کا قصد کیا جائے۔ جیسے "العلم کالنور فی الھدایۃ" اس میں "ہدایت" وجہ شبہ ہے اس لئے کہ اس میں

علم اور نور دونوں شریک ہیں، کیونکہ دونوں
کے ذریعے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے

ادوات التشبیہ:

حروفِ تشبیہ وہ لفظ ہے جس کے ذریعے تشبیہ دی جائے، جیسے کاف، کأنّ اور وہ الفاظ جو تشبیہ کا معنی دیتے ہیں، جیسے مثلُ، شبہُ، مماثل وغیرہ۔

البتہ اگر کسی جگہ حروفِ تشبیہ میں سے کاف کو استعمال کیا جائے تو اس کے بعد مشبہ بہ آئے گا اور اگر کأنّ کو استعمال کیا جائے تو اس کے بعد مشبہ آئے گا، جیسے

کأنّ الثریا راحۃٌ تشبُرُ الدُجی
لِتَنظُرَ طالَ اللیلُ أم قد تَعَرَّضا

★ کأنّ کی خبر اگر جامد ہو تو کأنّ سے تشبیہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اگر اس کی خبر جامد نہ ہو بلکہ مشتق ہو تو شک کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، جیسے کأنّ زیدًا أسدٌ اور کأنّک فاهمٌ

★ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تشبیہ کے معنی کی ادائیگی کے لئے بجائے حروفِ تشبیہ لانے کے ایسا فعل لاتے ہیں جو تشبیہ کا معنی دیتا ہے

جیسے "وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا"

★ جب ادات تشبیہ اور وجہ شبہ کو حذف کر دیا جائے تو ایسی تشبیہ کو "تشبیہ بلیغ" کہتے ہیں۔ جیسے "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا"

(10 DEC 2017)

المبحث الثانی (اقسام تشبیہ)

★ طرفین کے مفرد اور مرکب ہونے کے اعتبار سے تشبیہ کی چار قسمیں ہیں۔

(1) مفرد کی تشبیہ مفرد سے، جیسے
"هٰذَا الشَّيْءُ كَالْمِسْكِ فِي الرَّائِحَةِ"

(2) مرکب کی تشبیہ مرکب سے، یہاں مرکب سے مراد وہ ہیئت ہے جو کئی چیزوں سے ملکر بنے اس طریقے سے کہ اگر ان میں سے کسی چیز کو علیحدہ کر لیا جائے تو تشبیہ کا فائدہ حاصل نہ ہو، جیسے کہ بشار بن برد کا شعر

كَأَنَّ مُثَارَ النَّقْعِ فَوْقَ رُؤُوسِنَا
وَأَسْيَافَنَا لَيْلٌ تَهَاوَى كَوَاكِبُهْ

(3) مفرد کی تشبیہ مرکب سے، یعنی مشبہ مفرد اور مشبہ بہ مرکب ہو، جیسے:

10/12/17

Scanned by CamScanner

وَ كَأَنَّ مُحْمَرَّ الشَّقِيقِ إِذَا تَصَوَّبَ أَوْ تَصَعَّدَ

أَعْلَامُ يَاقُوتٍ نُشِرْنَ عَلَى رِمَاحٍ مِنْ زَبَرْجَدَ

گل لالہ (یا یہ) نسیم کے چھوٹے ٹکڑوں سے جب کبھی نیچے کی طرف جھکتا ہے یا دوسری طرف اٹھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یاقوتی جھنڈیاں زبرجدی نیزوں پر لہرا رہی ہوں۔

(4) مرکب کی تشبیہ مفرد سے، جیسے

يَا صَاحِبَيَّ تَقَصَّيَا نَظَرَيْكُمَا

تَرَيَا وُجُوهَ الأَرْضِ كَيْفَ تَصَوَّرُ

تَرَيَا نَهَارًا مُشْمِسًا قَدْ شَابَهُ

زَهْرُ الرُّبَا فَكَأَنَّمَا هُوَ مُقْمِرُ

☆ تشبیہ کی تقسیم ثانی باعتبارِ طرفین اور بلحاظ تعدّدِ طرفین یہ ہے کہ اس کے مشبہ بھی کئی ہوں اور اسی طرح مشبہ بہ بھی،

اس تقسیم کے ماتحت چار قسمیں ہیں

(1) ملفوف (2) مفروق (3) تسویہ (4) جمع

1) ملفوف:۔

تشبیہ ملفوف کا مطلب یہ ہے کہ پہلے چند مشبہ ذکر کیے جائیں پھر اسی طریقے سے چند مشبہ بہ لائے جائیں، جیسے

كَأَنَّ قُلُوبَ الطَّيْرِ رَطْبًا وَ يَابِسًا

لَدَى وَكْرِهَا العُنَّابُ وَ الحَشَفُ البَالِي

2) مفروق:۔

تشبیہ مفروق کا مطلب یہ ہے کہ

پہلے ایک مشبہ لایا جائے پھر اس کا مشبہ بہ ذکر کیا جائے، اس کے بعد دوسرا مشبہ پھر اس کا مشبہ بہ ذکر کیا جائے، جیسے

النَّشْرُ مِسْكٌ وَالْوُجُوْهُ دَنَا
نِيْرٌ وَأَطْرَافُ الْأَكُفِّ عَنَمٌ

(اب طرفین میں تعدد کے پائے جانے کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں)

3) تسویہ :-

تشبیہ تسویہ یہ ہے کہ مشبہ متعدد ہو اور مشبہ بہ ایک ہو، جیسے

صُدْغُ الحبیب و حالی
کلاھُما کاللیالی

4) جمع :-

اگر مشبہ بہ متعدد ہوں اور مشبہ ایک ہو تو اس کا نام تشبیہ جمع ہے۔ جیسے

کأنّما یبسم عن لؤلؤ
مُنَضَّدٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ أَقَاحٍ

★ تشبیہ کی تقسیم ثالث باعتبار وجہ شبہ کے ہے اس تقسیم میں کل چار قسمیں داخل ہیں (1) تمثیل (2) غیر تمثیل (3) مفصل

(4) مجمل۔ پہلی دو قسمیں بلحاظ انتزاع یا عدم انتزاع کے ہیں اور دوسری دو قسمیں بلحاظ وجہ شبہ کے ذکر یا حذف کے ہیں۔

(1) تمثیل:۔

تشبیہ تمثیل اس تشبیہ کو کہتے ہیں جس میں وجہ شبہ کئی چیزوں سے اخذ کی گئی ہو، جیسے ایک شاعر نے ثریا کو غنچہ دار انگور کے گچھے سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے

وَقَدْ لَاحَ فِي الصُّبْحِ الثُّرَيَّا كَمَا تَرَى
كَعُنْقُودِ مُلَّاحِيَّةٍ حِينَ نَوَّرَا

(2) غیر تمثیل:۔

وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ متعدد چیزوں سے نہ اخذ کی گئی ہو، جیسے کہ "النجم کالدرھم"

(3) مفصل:۔

وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور ہو جیسے،

وَثَغْرُهُ فِي صَفَاءٍ
وَأَدْمُعِي كَاللَّآلِي

24 Dec 2017

5 ربیع الثانی 1439

(4) مجمل :

وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو۔ جیسے النحو فی الکلام کالملح فی الطعام

اس مقولہ سے وجہ شبہ یعنی "الصلاح باعمالھا والفساد باھمالھا" کو حذف کر دیا گیا ہے۔

★ تشبیہ کی تقسیم رابع باعتبار ادات تشبیہ ہے اس تقسیم کے تحت دو قسمیں ہیں

(1) تشبیہ مؤکد (2) مرسل

1) مؤکد :

وہ تشبیہ، جس میں حرف تشبیہ محذوف ہو، جیسے "ھو بحر فی الجود"

2) مرسل :

وہ تشبیہ، جس میں حرف تشبیہ مذکور ہو جیسے "ھو کالبحر فی الکرم"۔

★ پھر تشبیہ مؤکد ہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مشبہ بہ کو مشبہ کی طرف مضاف کر دیا جائے جیسے کہ یہ شعر

والریحُ تعبثُ بالغُصُونِ وقد جری
ذھبُ الأصیلِ علی لُجَینِ الماءِ

(24 Dec 2017) الحمد للہ

حسنہ

9

المبحث الثالث

اس بحث میں اغراضِ تشبیہ کو بیان کیا جاتا ہے

★ تشبیہ کے اغراض کی دو قسمیں ہیں

1) وہ اغراض جن کا تعلق مشبہ سے ہے

2) وہ جن کا تعلق مشبہ بہ سے ہے

● قسمِ اوّل :-

(1) تشبیہ لانے کا مقصد یہ بیان کرنا ہوتا ہے کہ مشبہ کا وجود ممکن ہے، جیسے

فَإِنْ تَفُقِ الأَنَامَ وَأَنْتَ مِنْهُمْ

فَإِنَّ المِسْكَ بَعْضُ دَمِ الغَزَالِ

(2) حال بیان کرنے کے لئے

(یعنی مخاطب مشبہ کے حال سے ناواقف ہوتا ہے تو اس کو کسی مشہور چیز سے تشبیہ دے دیتے ہیں تاکہ مشہور مشبہ بہ کے حال سے مشبہ کے حال کو مخاطب بآسانی سمجھ لے۔ جیسے

كَأَنَّكَ شَمْسٌ وَالملوكُ كَوَاكِبُ

إِذَا طَلَعَتْ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ

(3) مشبہ کے حال کی مقدار بیان کرنے کے لئے

(یہ اس وقت ہوتا ہے جب مخاطب مشبہ کے حال سے تو واقف ہو مگر اس حال

Scanned by CamScanner

کی مقدار سے واقف نہ ہو اور اس کی مقدار معلوم
کرنا چاہتا ہو، جیسے

فِيهَا اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ حَلُوبَةً
سُوْدًا كَخَافِيَةِ الغُرَابِ الأَسْحَمِ

4) کبھی تشبیہ کے ذریعے مشبہ کا حال سامع کے ذہن نشین کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی مشبہ کے حال کو دوسری صورت میں ظاہر کر کے اس طرح بیان کرنا کہ مخاطب کے ذہن میں راسخ ہو جائے، جیسے

إِنَّ القُلُوبَ إِذَا تَنَافَرَ وُدُّهَا
مِثْلُ الزُّجَاجَةِ كَسْرُهَا لَا يُجْبَرُ

5) مشبہ کو مزین اور خوب صورت بنا کر پیش کیا جائے تاکہ اس کی طرف لوگوں کی رغبت اور میلان ہو، جیسے

سَوْدَاءُ وَاضِحَةُ الجَبِينِ
كَمُقْلَةِ الظَّبْيِ الغَرِيرِ

6) کبھی تشبیہ کا مقصد مشبہ کو بدصورت و قبیح بنا کر پیش کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں، جیسے

وَإِذَا أَشَارَ مُحَدِّثًا فَكَأَنَّهُ
قِرْدٌ يُقَهْقِهُ أَوْ عَجُوزٌ تَلْطِمُ

27 Dec 2017

جنازہ والدہ ماجدہ [illegible]

• قسم ثانی :-

(۳) تشبیہ کے ذریعے متکلم کا مقصد
اپنے مخاطب کو اس بات کا خیال دلانا ہوتا
ہے کہ مشبہ اپنے مشبہ بہ کے مقابلے میں وجہ
شبہ کے اعتبار سے زیادہ قوی اور تام ہے اور
یہ غرض حاصل ہوتی ہے) تشبیہ کی دونوں
طرف کو الٹ دینے سے یعنی اس وقت
جبکہ مشبہ کو مشبہ بہ اور مشبہ بہ کو مشبہ
کی جگہ لے آیا جائے۔ جیسے کہ مامون الرشید
کی تعریف میں محمد بن وہیب حمیری کا شعر

وَبَدَا الصَّبَاحُ كَأَنَّ غُرَّتَهُ
وَجْهُ الْخَلِيفَةِ حِينَ يُمْتَدَحُ

(اصل مشبہ تو وجہ الخلیفہ اور اصل
مشبہ بہ غرۃ الصبح ہے مگر غرہ پیشانی
اور طلاقت وجہ میں مبالغہ کے لئے الٹ
کر دیا گیا)
اس قسم کی تشبیہ کو "تشبیہ مقلوب"
کہا جاتا ہے

31 دسمبر 2017ء
13 ربیع الثانی 1439ھ

"مجاز"

مجاز ایسا لفظ ہے جس کو اس کے معنی کے علاوہ میں استعمال کیا جائے جس کے لئے اس کو وضع کیا گیا ہے کسی تعلق کی وجہ سے۔ کسی ایسے قرینے کے پائے جانے کے ساتھ جو معنی سابق کے مراد لینے سے مانع ہو۔ جیسے لفظ "درر" جس کو استعمال کیا گیا ہے کلماتِ فصیحہ کے معنی میں تمہارے قول "فلان یتکلم بالدرر" میں۔ کیونکہ یہ غیر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہے اس لئے کہ اصل میں یہ لفظ حقیقی موتیوں کے لئے وضع کیا گیا ہے پھر فصیح کلمات کی طرف منتقل کر لیا گیا، خوبصورتی میں ان دونوں کے درمیان مشابہت کے تعلق کی وجہ سے، اور وہ چیز جو معنی حقیقی کے مراد لینے سے مانع ہے متکلم کا قرینہ ہے اور جیسے کہ لفظ اصابع جس کو استعمال کیا گیا ہے انامل کے معنی میں، جیسے "یجعلون اصابعهم فی آذانهم" کیونکہ یہ بھی معنی غیر موضوع لہ میں مستعمل ہے اس تعلق کی وجہ سے کہ انملة (سرِ انگشت) اصبع کا جزو ہے پس کل جزو کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ تمام

رنگلیوں کا کانوں میں ڈالنا ممکن نہیں ہے۔

وہ مجاز ان کانت:

اگر معنیٔ حقیقی اور معنیٔ مجازی کے درمیان مشابہت کا علاقہ ہو تو اس مجاز کا نام استعارہ ہے جیسے "فلاں یتکلم بالدرر" اور اگر علاقہ تشبیہ نہ ہو بلکہ کوئی اور علاقہ ہو تو اس مجاز کا نام "مجازِ مرسل" ہے۔ جیسے "یجعلون اصابعھم فی آذانھم" (یعنی مجاز مرسل وہ مجاز ہے جس میں علاقہ تشبیہ کے علاوہ کوئی دوسرا علاقہ ہو/ مثلاً مسببیت، یا علاقۂ سببیت، یا علاقۂ جزئیت و کلیت یا علاقۂ لزوم وغیرہ) یعنی مسبب بول کر سبب مراد لیا جائے، یا سبب بول کر مسبب مراد لیا جائے یا جزو بول کر کل یا کل بول کر جزو مراد لیا جائے وغیرہ۔

Scanned by CamScanner

استعارہ

استعارہ وہ مجاز ہے جس میں تشبیہ کا علاقہ ہو، اور معنی مجازی مراد لیتے وقت معنی حقیقی مراد نہ لیے جانے پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو، جیسے "کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور" یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف تو ظلمات اور نور کو ان کے معنی حقیقی کے علاوہ میں استعمال کیا گیا ہے اور ضلال و ظلام اور ھدی و نور کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہے اور قرینہ ماقبل لفظ کتاب ہے۔

اصل استعارہ تو یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں سے کسی ایک کو حذف کر دیا جائے اسی طرح وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کو حذف کر دیا جائے تاکہ جنس مشبہ بہ میں مشبہ کے دخول کا دعویٰ صحیح ہو جائے۔

استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ اور مشبہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہیں، اسی طریقے سے وجہ شبہ کو وجہ جامع اور جس لفظ کے ذریعے استعارہ کیا جائے اس کو مستعار کہتے ہیں۔ مثال مذکور میں ضلال اور ھدی

مستعار لہ ہیں اور ظلام اور نور کے معنی مستعار منہ ہیں اور لفظ "الظلمات" اور "النور" مستعار ہیں

فائدہ:۔ آگے استعارے کی تین تقسیمات ذکر کی جا رہی ہیں، پہلی اور تیسری تقسیم کے ماتحت تین تین قسمیں ہیں اور دوسری کے ماتحت دو قسمیں ہیں

(1) و تقسیم الاستعارۃ:۔

طرفین (مستعار لہ اور مستعار منہ) کے ذکر کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں۔

(i) استعارہ مصرحہ (ii) مکنیہ (iii) تخییلیہ

i) استعارہ مصرحہ:۔ وہ استعارہ ہے جس میں لفظ مستعار منہ (مشبہ بہ) صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہو، جیسے

فَأَمْطَرَتْ لُؤْلُؤًا مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ
وَرْدًا وَعَضَّتْ عَلَى الْعُنَّابِ بِالْبَرَدِ

شعر مذکور میں موتی، نرگس، گلاب عناب اور اولے مستعار منہ (مشبہ بہ) ہیں جو صراحتا مذکور ہیں اور یہی الفاظ ہیں شعر میں محل استشہاد ہیں اور آنسو، آنکھ

گال، رانگلیوں کے پورے اور دانت مستعار لہ (مشبہ) ہیں۔

شاعر نے آنسوؤں کو موتی سے، آنکھ کو نرگس کے پھول سے، رخسار کو گلاب کے پھول سے، رانگلیوں کو عناب سے اور دانتوں کو اولوں سے تشبیہ دی ہے۔

(ii) استعارہ مکنیہ:-

وہ استعارہ جس میں مستعار منہ (مشبہ بہ) کو ذکر نہ کیا گیا ہو مگر مستعار منہ کے لوازم اور خصوصیات میں سے کوئی چیز مستعار لہ (مشبہ جو کہ مذکور ہے) کے لئے اشارۃً ذکر کر دی گئی ہو، جیسے "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ"

آیت مذکورہ میں طائر مشبہ بہ (مستعار منہ) ہے جو کہ محذوف ہے اور الذل مشبہ (مستعار لہ) ہے جو کہ مذکور ہے اور مشبہ بہ طائر کے لوازم میں سے جناح ہے جو کہ مذکور ہے۔ جملہ اول کا سلسلہ

(iii) استعارہ تخییلیہ:-

مشبہ بہ کے لوازم کو مشبہ کے ساتھ ثابت کرنے کو "استعارہ تخییلیہ" کہیں گے۔

جیسے کہ مشبہ بہ طائر کے لازم یعنی "جناح" کو مشبہ یعنی "ذل" کے لئے ثابت کیا گیا اور "جناح الذل" کہا گیا

2 تقسیم الاستعارۃ:

لفظ "مستعار" کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں (i) اصلیہ (ii) تبعیہ

(i) استعارہ اصلیہ: وہ استعارہ ہے جس میں لفظ مستعار اسم جنس ہو، اسم مشتق نہ ہو جیسے ظلام (تاریکی) کا استعارہ ضلال (گمراہی) کیلئے اور نور (روشنی) کا استعارہ ھدی (ہدایت) کے لئے۔ کیونکہ ظلام اور نور دونوں مستعار ہیں اور اسم جنس ہیں اور ضلال اور ھدی مستعار لہ ہیں

(ii) استعارہ تبعیہ: وہ استعارہ ہے جس میں لفظ مستعار فعل یا حرف یا اسم مشتق ہو، جیسے "فلانٌ رَکِبَ کَتِفَیْ غریمہ (أیْ لَازَمَہٗ ملازمۃً شدیدۃً" اس مثال میں رَکِبَ مستعار ہے جو فعل ہے اور ملازمۃ مستعار لہ ہے) اور جیسے "اولئک علی ھدیً من ربھم (أیْ تمکنوا من الحصول علی الھدایۃ التامۃ" اس مثال میں "علی"

19/8 ... (margin note, illegible)

مستعار ہے جو کہ حرف ہے اور "التمکن من
الحصول علی الھدایۃ" مستعار لہ (مشبہ) ہے
اور مستعار اسم مشتق ہو، جیسے

وَ لَئِنْ نَطَقْتُ بِشُکْرِ بِرِّكَ مُفْصِحًا
فلسانُ حالِیْ بالشکایۃ أنْطَقُ

اس شعر میں "انطق" مستعار ہے جو اسم
مشتق ہے اور الدلالۃ یعنی شکایت کو بتانا
مستعار لہ ہے کیونکہ "نطق" ادلّ کے معنی میں
ہے پھر مستعار لہ کو حذف کر کے اس کے لازم
نطق کو ذکر کر دیا۔

اور جیسے أذقتہ لباس الموت (أی ألبستہ إیاہ)
اس مثال میں اذاقت کو البلاس کے ساتھ
تشبیہ دی گئی ہے اور البلاس کو اذاقت کیلئے
مستعار بنایا گیا ہے لہٰذا اذاقت مستعار لہ
ہے اور البلاس مستعار ہے، پھر مستعار
کو حذف کر کے اس کے لازم لباس کو ذکر کر دیا۔

دیکھ b1

3 تقسیم الاستعارہ :-

مناسبات اور متعلقات کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں

(i) مرشحہ (ii) مجردہ (iii) مطلقہ

i) استعارہ مرشحہ :-

وہ استعارہ، جس میں صرف مشبہ بہ یعنی مستعار منہ کے مناسبات ذکر کئے گئے ہوں جیسے "اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم" اس آیت میں لفظ اشتراء مستعار منہ (مشبہ بہ) ہے اور استبدال، مستعار لہ (مشبہ) ہے اور "ربح" اور "تجارۃ" کے الفاظ مستعار منہ (اشتراء) کے مناسب ہیں اور اسی مناسبات کے ذکر کرنے کا نام "ترشیح" ہے

ii) استعارہ مجردہ :-

وہ استعارہ، جس میں صرف مستعار لہ (مشبہ) کے مناسبات ذکر کئے گئے ہوں جیسے "فأذاقها الله لباس الجوع والخوف" آیت مذکورہ میں اللباس مستعار ہے اور اثر الجوع والخوف المحیط بھم عند الجوع والخوف سے بھوک اور خوف کا وہ اثر جو ان

کا احاطہ کئے ہوئے ہے یعنی مصائب اور
سختیاں یہ مستعار لہ (مشبہ) ہے اور
اذاقہ اس سے تجرید ہے اور یہ اس طریقے
سے کہ بھوک اور خوف یعنی مصیبت کے وقت
انسان کو کسی نہ کسی قسم کا مزہ ملتا ہے خواہ
اچھا یا خراب اور اس مزہ کے مناسب لفظ
اذاقہ ہے۔

(iii) استعارہ مطلقہ:۔
وہ استعارہ، جس میں مستعار لہ
اور مستعار منہ میں سے کسی کے مناسبات
ذکر نہ کئے گئے ہوں جیسے "ینقضون عہد اللہ"
اس میں "ابطال عہد" کا استعارہ لیا
گیا ہے "نقض عہد" سے یعنی "عہد کے توڑنے
کو رسی کے دھاگوں کے کھولنے" سے تشبیہ دی
گئی ہے مگر نہ تو ابطال عہد (مستعار لہ) کا
کوئی مناسب ہے اور نہ ہی نقض (مستعار منہ) کا

والا یعتبر:۔
ترشیح و تجرید کا اعتبار اس وقت
ہوگا جب کہ استعارہ قرینے کے ذریعے تام ہو چکا ہو

دیکھئے ــــــــــــ اط

Scanned by CamScanner

مجاز مرسل

مجاز مرسل وہ مجاز ہے جس میں
تشبیہ کا علاقہ نہ ہو، بلکہ اس کے علاوہ کوئی
اور علاقہ ہو، اور کسی ایسے قرینے کا ہونا
تو ضروری ہی ہے جو معنیٰ حقیقی مراد لینے سے
مانع ہو۔

معنیٰ حقیقی و مجازی کے درمیان پائے جانے
والے تعلقات تو بہت ہیں۔ جن میں سے
آٹھ درج ذیل ہیں۔

1) سببیت کا علاقہ:

یعنی سبب بول کر مسبب مراد لینا
جیسے "عَظُمَتْ یَدُہٗ فلانٍ"
ہاتھ سے مجازی معنیٰ نعمت مراد ہے اور قرینہ
لفظِ عظمت ہے۔

2) مسببیت کا علاقہ:

یعنی مسبب بول کر سبب مراد لینا
جیسے أمطرت السماء نباتًا۔ (آسمان نے سبزہ برسایا)
مثال مذکورہ میں نبات سے مراد "پانی"
ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ آسمان پانی برساتا ہے نہ کہ
سبزہ، البتہ پانی سبزہ اگنے کا سبب ہے اس
قرینہ لفظِ امطار ہے کہ امطار پانی کا تو ہوتا ہے
مگر امطارِ نبات نہیں۔

3) جزئیت کا علاقہ:-

یعنی جزو بول کر کل مراد لینا جیسے

"أرسلت العيون لتطلع على أحوال العدو"

یہاں آنکھ کو مجازی معنی جاسوس مراد لیا گیا ہے

4) کلیت کا علاقہ:-

یعنی کل بول کر جزو مراد لینا، جیسے

"يجعلون أصابعهم في آذانهم" یہاں اصابعهم سے "انامل" مراد ہیں

5) ماکان کا علاقہ:-

یعنی زمانہ گذشتہ کا اعتبار کرنا، جیسے

"وآتوا اليتامى أموالهم"

یہاں یتیم سے مراد بالغ ہے

6) مایکون کا علاقہ:-

یعنی آئندہ زمانے کا اعتبار کرنا، جیسے

"إني أراني أعصر خمرا"

یہاں خمر سے مراد انگور ہے

7) محلیت کا علاقہ

یعنی محل بول کر حال مراد لینا، جیسے

قرر المجلس ذلك

یہاں مجلس سے مراد اہل مجلس ہیں

8) حالیت کا علاقہ:

یعنی حال بول کر محل مراد لینا، جیسے

"ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون"

یہاں رحمت سے مراد جنت ہے

ا ط ــــــــــــــــ وت

"مجاز مرکب"

فائدہ (استعارہ کی جن اقسام کا بیان ہوچکا ان سب کا تعلق مجاز مفرد سے ہے)

ا ط ــــــــــــــــ دیتہ

مجاز مرکب وہ جملہ ہے جس کو معنی غیر موضوع لہ میں استعمال کیا گیا ہو اور دونوں معنوں کے درمیان تشبیہ کا علاقہ نہ ہو، جیسے کہ وہ جملہ خبریہ جس کو انشاء کے معنی میں استعمال کیا جائے مثلاً

ھوای مع الرکب الیمانین مصعدٌ
جنیبٌ و جثمانی بمکۃ موثقٌ

اس شعر کا مقصد خبر دینا نہیں ہے بلکہ غم اور حسرت کا اظہار کرنا ہے

(دونوں معنوں کے درمیان)

اور اگر مجاز کا علاقہ تشبیہ ہو تو اس کا نام "استعارہ تمثیلیہ" ہے لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ معنیٰ حقیقی مراد لینے سے کوئی مانع موجود ہو۔ جیسے أَرَاكَ تُقَدِّمُ رِجْلًا وَ تُؤَخِّرُ أُخْرَىٰ

اس میں حقیقی معنیٰ پیر کا آگے بڑھانا اور پیچھے ہٹانا ہے مگر یہاں حقیقی معنیٰ مستعمل نہیں ہے بلکہ جملہ کسی امر میں تردد کے موقع پر بولا جاتا ہے اور یہاں یہی دوسرا معنیٰ مراد ہے اور (حیرت) دونوں معنوں میں تشبیہ کا علاقہ ہے۔ اس لیے کہ متردد آدمی کی حالت بھی ایسی ہی رہتی ہے

فائدہ (اب تک جو بحث بھی مجاز کے متعلق گزری اس کا تعلق مجاز لغوی سے تھا) جس میں کلام یا لفظ سے بحث کی جاتی ہے اور مجاز عقلی میں اسناد سے (یاد رہے مجاز عقلی اور اسنادی دونوں ایک ہی ہیں)

مجاز عقلی

مجاز عقلی نام ہے فعل یا معنیٔ فعل کی نسبت کرنا غیر ما ھو لہ کی طرف کسی علاقے کی وجہ سے، یعنی یہ نسبت جس چیز کی طرف ہو رہی ہے محض ظاہر کے اعتبار سے ہو حقیقت میں نہ ہو جیسے۔

أشابَ الصغیرَ و أفنی الکبیرَ
کرُّ الغداۃِ و مَرُّ العشیِّ

کیونکہ جوان کرنے اور فنا کرنے کی نسبت صبح کے بار بار آنے اور شام کے گزرنے کی طرف کرنا، اس چیز کے علاوہ کی طرف نسبت کرنا ہے جس کے لئے وہ ہے، اس لئے کہ جوانی عطا کرنے والا اور فنا کرنے والا در حقیقت اللہ ہے۔

وَمِن المجاز العقلی:
مجاز عقلی کے پائے جانے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

1. مبنی للفاعل یعنی فعل معروف کی نسبت بجائے فاعل کے مفعول کی طرف کی جائے۔
جیسے عیشۃ راضیۃ

فائدہ: مثال مذکور میں محل استشہاد راضیۃ ہے جو مبنی للفاعل ہے کیونکہ راضی یرضی کا اسم فاعل ہے اور اسم فاعل فعل معروف ہی کے حکم میں

ہوتا ہے اور راضیۃ کی اسناد اس ضمیر کی طرف
ہو رہی ہے جو اس میں مستتر ہے جس کا مرجع
عیشۃ ہے جو حقیقت میں مفعول بہ ہے
اس لئے کہ عیشۃ کے معنی "زندگی" کے ہیں اور
یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ زندگی خوشحال نہیں
ہوتی ہے بلکہ صاحب زندگی خوشحال ہوا کرتا ہے
معلوم ہوا کہ عیشۃ راضیۃ حقیقت میں عیشۃ
مرضیۃ ہے یعنی مبنی للمفعول ہے اور راضیۃ
کی نسبت عیشۃ کی طرف کرنا اسناد مجازی ہے۔

(2 مبنی للمفعول یعنی فعل مجہول کی نسبت جو بجائے
مفعول کے فاعل کی طرف کی جائے، جیسے سیلٌ مُفعَمٌ

فائدہ (اس میں محل استشہاد "مفعم" ہے جو مبنی
للمفعول ہے اس لئے کہ مفعول حقیقت میں
فعل مجہول ہی ہوا کرتا ہے، یہاں بھی مفعم کی
اسناد اس ضمیر کی طرف ہو رہی ہے جو اس میں
مستتر ہے جس کا مرجع سیل ہے تو گویا
"سیل مفعم" کے معنی ہو گئے "بھرا ہوا سیلاب" اور
یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ سیلاب بھرا ہوا نہیں
ہوتا بلکہ وادی میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس لحاظ
سے مفعم کا مفعول گویا الوادی ہے مگر اسے

حذف کرکے مضعم کی اسناد سیل کی طرف کر
دی گئی اور نسبت مجازی ہے)

3) فعل کی نسبت مصدر کی طرف کی جائے، جیسے
جَدَّ جِدُّہ (اس کی کوشش کامیاب ہو گئی)

فائدہ (حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ کوشش
کامیاب نہیں ہوتی بلکہ صاحب جد کامیاب ہوتا ہے)

4) فعل یا معنی فعل کی نسبت زمان کی طرف
ہو، جبکہ اسکی نسبت فاعل کی طرف ہونی چاہیئے
جیسے نہارہ صائم (اس کا دن روزہ دار ہے)

5) فعل یا معنی فعل کی نسبت بجائے فاعل کے، مکان
اور جگہ کی طرف کردی جائے جیسے نھرٌ جارٍ

6) فعل یا معنی فعل کی نسبت بجائے فاعل کے، سبب
کی طرف ہو، جیسے بنی الأمیر المدینۃ

فائدہ یہاں دحقیقت میں تعمیر کاریگروں اور مزدوروں
نے کی ہے جبکہ امیر صرف سبب ہے۔

و یعلم من ھذا:
اس سے معلوم ہوا کہ مجاز لغوی "لفظ"
میں ہوتا ہے اور مجاز عقلی "اسناد" میں۔

26/1/18 الحمد للہ

جمعۃ المبارک

کنایہ

کنایہ وہ لفظ ہے جس کے ذریعے اس کے معنی مراد لیا جائے (لازم کو) اور اس کے ساتھ اس کے معنی ملزوم (موضوع لہ) (اصل معنی) کا مراد لینا بھی درست ہو۔ جیسے "طویل النجاد" یعنی "طویل القامۃ"

فائدہ: جب کوئی لفظ بولا جائے اور اس سے کوئی دوسرا معنی مراد لیا جا رہا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں

(1) معنی غیر کے ساتھ ساتھ اس کا اصلی معنی بھی مقصود ہو تاکہ وہ معنی مرادی تک پہنچنے میں معاون ثابت ہو تو اسے "کنایہ" کہتے ہیں۔

(2) اگر معنی حقیقی مقصود نہ ہو تو وہ "مجاز" ہے

مجاز اور کنایہ میں فرق:

1) مجاز میں معنی حقیقی مراد لینا ناجائز ہے جبکہ کنایہ میں جائز ہے

2) کنایہ، حقیقت و مجاز کے درمیان ایک واسطہ ہے

تقسیم باعتبار الخ:

کنایہ میں جو معنی مراد ہوتے ہیں اس کو "مکنی عنہ" کہتے ہیں

(مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں)

(1) وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ صفت ہو، جیسے

طویلُ النجادِ رفیعُ العمادِ
کثیرُ الرمادِ إذا ما شتا

سخی: کثیر سخاوت

* یہاں طویل النجاد سے مراد "طویل القامت" رفیع العماد سے مراد "سردار" اور کثیر الرماد سے مراد "سخی" ہے

(2) وہ کنایہ ہے جس میں مکنی عنہ نسبت ہو جیسے "المجدُ بین ثوبیہ والکرمُ تحت ردائہ" یہ کہہ کر تو اس شخص کی طرف بزرگی اور سخاوت کی نسبت کرنا چاہتا ہے

(3) وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ نہ تو صفت ہو اور نہ ہی نسبت ہو، بلکہ موصوف ہو، جیسے

الضاربینَ بکلِّ أبیضَ مُخذِمٍ
والطاعنینَ مجامعَ الأضغانِ

اس شعر میں محل استشہاد "مجامع الاضغان" ہے جو نہ صفت ہے اور نہ ہی نسبت، بلکہ موصوف ہے

والکنایۃ الی کثرت:

کنایہ کی چار قسمیں ہیں

(1) تلویح (2) رمز (3) ایماء و اشارہ (4) تعریض

(1) تلویح:-

وہ کنایہ، جس میں واسطے بہت ہوں،
جیسے ھو کثیر الرماد : وہ بہت زیادہ راکھ والا ہے
کنایہ ہے مرد سخی سے، مگر اس میں کئی واسطے
ہیں، اسلئے کہ
"بہت زیادہ راکھ والا" سے "بہت زیادہ
لکڑیوں کے جلنے" پھر "کھانے کے زیادہ پکنے" اس کے
بعد "زیادہ مہمانوں کی طرف" اور پھر بہت زیادہ
سخی ہونے کی طرف ذہن جاتا ہے۔

(2) رمز:-

وہ کنایہ، جس میں واسطے کم ہوں
اور اس میں کچھ پوشیدگی اور خفاء ہو، جیسے
هُوَ سَمِينٌ رِخْوٌ أَيْ غَبِيٌّ بَلِيدٌ (وہ موٹا اور
نرم ہے، یعنی کند ذہن اور نادان ہے)

(3) ایماء و اشارہ:-

وہ کنایہ، جس میں واسطے کم ہوں اور
واضح ہوں، یا وسائط بالکل ہی نہ ہوں، جیسے
أَوَ مَا رَأَيْتَ الْمَجْدَ أَلْقَى رَحْلَهُ
فِي آلِ طَلْحَةَ ثُمَّ لَمْ يَتَحَوَّلِ
یہاں محل استشہاد "المجد ألقى رحله" ہے

جس سے کنایہ کیا جاتا ہے کسی کے صاحبِ شرافت
ہونے سے، یہاں واسطہ صرف "الحمد" ہے لہذا
بالکل نہیں ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ
شریف ہیں، کیونکہ مجد ایک ایسی صفت ہے
جو کسی صالح انسان کے ساتھ ہی پائی جا سکتی ہے۔

(4) تعریض: وہ کنایہ، جس میں کلام کو کسی ایک جانب
مائل کر دیا جائے (یعنی اس میں اشارہ ایک جانب ہو
اور مراد دوسری جانب ہو) اس تعریض کو سمجھنے کیلئے
سیاقِ کلام کا سہارا لینا پڑتا ہے، جیسے کسی ایسے
شخص سے جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہو، یہ کہا جائے
"خیر الناس من ینفع الناس"

طا بدرو شریف 31/1/18 مدینہ

علم بدیع

علم بدیع وہ علم، جس کے ذریعے وہ طریقے معلوم ہوں، جن سے کلام کو مزین اور خوبصورت بنایا جائے مگر مطلق کلام نہیں، بلکہ وہ کلام جس میں مقتضائے حال کی رعایت کی گئی ہو

★ کلام کو مزین کرنے کے دو طریقے ہیں

1 وہ طریقے جن کا تعلق معنی سے ہے یعنی جن سے کلام کے معنی میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے اس کو "محسناتِ معنویہ" کہتے ہیں۔

2 وہ طریقے جن کا تعلق لفظ سے ہے یعنی جن سے لفظ میں حسن و جمال پیدا ہوتا ہے اس کو "محسنات لفظیہ" کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(1) مُحَسِّنات معنویہ

اس کی اقسام درج ذیل ہیں

1 توریہ:-

توریہ یہ ہے کہ ایک لفظ بولیں
جس کے دو معانی ہوں، ایک معنیٰ قریب کہ
لفظ بولتے ہی وہ معنیٰ ذہن میں آجائے اور
دوسرا بعید کہ جو فوراً ذہن میں نہ آئے
بلکہ اس میں کچھ غور و فکر کی ضرورت پڑے
اس بنیاد پر کہ قرینہ مخفی اور غیر واضح ہے
جیسے " وھو الذی یتوفّٰکم باللیل و یعلم ما
جرحتم بالنھار "
اس آیت میں " جرحتم " کے دو معنیٰ ہیں
(i) اجتراح کا قریبی معنیٰ ہے " اکتساب الاعمال "
(ii) بعیدی معنیٰ ہے " اکتساب الذنوب "
(یہاں یہی دوسرا معنیٰ مراد ہے)
اور جیسے (مثال ثانی)

یا سیّدًا حاز لُطفا
لَهُ البَرایا عَبیدٌ
أنتَ الحُسَیْنُ و لکن
جفاکَ فینا یَزِیدُ

یہاں یزید جس کے دو معانی ہیں

رضی اللہ عنہ
i) علم: ابنِ معاویہ (یزید)

ii) زِرَدَ کا فعلِ مضارع

(یہاں یہی دوسرا معنیٰ مراد ہے)

فائدہ: توریہ کی دو قسمیں ہیں

(1) مجردہ (2) مرشحہ

★1 مجردہ وہ توریہ، جس میں معنیٰ قریب کا کوئی مناسب مذکور نہ ہو۔ جیسے کہ پہلی مثال میں اجتراح کے معنیٰ قریب (اکتساب الرزق) کا کوئی مناسب/ملائم موجود نہیں

★2 مرشحہ وہ توریہ، جس میں معنیٰ قریب کا کوئی مناسب مذکور ہو، جیسے کہ دوسری مثال میں "یزید" کے معنیٰ قریب (علم، ابنِ معاویہ) کا ایک ملائم یعنی لفظ حسین موجود ہے

(2) ابہام:

کلام میں ایسا لفظ لایا جائے جس میں دو متضاد وجہوں کا احتمال ہو۔ جیسے

بارک اللہ للحسن

و لبوران فی الختن

یا امام الھدی ظفرت

و لکن ببنت من

جیسے شاعر کا قول "بنت من" اس باب سے
کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ وہ کسی عظمت کی طرف
اشارہ کرنے کے لئے تعریف کے طور پر لیا گیا ہو
یا کسی حقارت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مذمت
کے طور پر کہا ہو۔

(3) توجیہ:

توجیہ یہ ہے کہ کسی معنی کو ایسے
الفاظ کے ذریعے بیان کیا جائے جو ہی معنی کیلئے
وضع کئے گئے ہوں بشرطیکہ وہ الفاظ انسانوں
یا ان کے علاوہ کے نام ہوں، جیسے کہ شاعر کا شعر
جس نے نہر کا وصف بیان کیا ہے (استعارہ الناس کی مثال)

إِذَا فَاخَرَتْهُ الرِّيحُ وَلَّتْ عَلِيلَةً
بِأَذْيَالِ كُثْبَانِ الثَّرَى تَتَعَثَّرُ
بِهِ الْفَضْلُ يَبْدُو وَالرَّبِيعُ وَكَمْ غَدَا
بِهِ الرَّوْضُ يَحْيَى وَهُوَ لَا شَكَّ جَعْفَرُ

اس میں "فضل، ربیع، یحیٰ، جعفر" یہ
چار الفاظ ہیں یہ الفاظ اپنے معنی موضوع لہ
(کمال، موسم بہار، زندہ رہتا ہے، ندی) کو بھی بتا
رہے ہیں اور انسانوں کے نام بھی ہیں۔

اسی طرح دوسرا شعر (اسماء غیر ناس کی مثال)

وما حسنٌ بیتٍ لہ زُخرُفٌ

تَراہٗ اِذا زُلْزِلَت لم یکُن

اس میں "زخرف، اذا زلزلت، لم یکن"

یہ تینوں الفاظ ہیں، جو اپنے معنی موضوع لہ کو

بتانے کے ساتھ ساتھ انسانوں کے علاوہ قرآن کریم کی

سورتوں کے نام ہیں۔

(4) طباق:

کلام میں ایسے دو معانی کو جمع کرنا جو ایک

دوسرے کی ضد ہوں، خواہ دونوں اسم ہوں یا فعل

جیسے "و تحسبهم أیقاظًا وهم رُقُودٌ" (اسم) اور جیسے (فعل)

ولکنّ أکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاهرًا

من الحیاۃ الدنیا ۵

(5) مقابلہ:

یہ بھی طباق کی ایک قسم ہے، جس کا

مطلب یہ ہے کہ دو یا زیادہ متوافق معنی لائے

جائیں پھر علی الترتیب ہر لفظ کا مقابل لایا جائے

جیسے "فلیضحکوا قلیلًا و لیبکوا کثیرًا"

(6) تدبیج:

کلام میں رنگوں کے الفاظ کو ایک دوسرے

کے مقابل لانا یعنی بطور مدح کسی کلام میں مختلف

Scanned by CamScanner

رنگوں کا تذکرہ کرنا، جیسے

تَرَدّٰی ثِیَابَ المَوْتِ حُمْرًا فَمَا أَتٰی
لَهَا اللَّیْلُ إلَّا وَهِیَ مِنْ سُنْدُسٍ خُضْرِ

(7) ادماج :

وہ کلام جسے ایک معنی کے لئے لایا گیا ہو مگر دوسرے معنی کو بھی ضمناً شامل ہو گیا ہو جیسے

أُقَلِّبُ فِیهِ أَجْفَانِی کَأَنِّی
أَعُدُّ بِهَا عَلَی الدَّهْرِ الذُّنُوبَا

(8) استتباع :

ادماج ہی کی ایک قسم "استتباع" ہے، اس سے مراد "کسی شے کی تعریف ایسے انداز سے کرنا کہ اس تعریف سے ایک اور چیز کی تعریف ہو جائے" جیسے

سَمْحُ البَدَاهَةِ لَیْسَ یُمْسِكُ لَفْظَهُ
فَکَأَنَّمَا أَلْفَاظُهُ مِنْ مَالِهِ

(9) مراعاۃ النظیر :

اس سے مراد "ایسے دو یا دو سے زیادہ امور کو ایک جگہ جمع کیا جائے جن کے درمیان نسبت تضاد کے علاوہ کوئی اور

نسبت ہو: جیسے

إذا صَدَقَ الجدُّ افْتَرَى العمُّ للفتی

مکارم لا تُخفٰی وإن کذب الخالُ

(اس میں (جد، عم، خال) تینوں کو جمع کر دیا ہے۔ جد کے معنی "دادا" عم کے معنی چچا اور خال کے معنی "ماموں" ہیں اور ان معنوں میں مناسبت موجود ہے اور یہ مناسبت تضاد کی بھی نہیں ہے مگر شعر میں یہ معنی مراد نہیں بلکہ جد سے مراد نصیب، عم سے عوام الناس اور خال سے خیال ہے)

(10) استخدام:۔

کسی لفظ کے دو معانی ہوں، ایک معنی تو لفظ کو ذکر کرکے اس سے مراد لیں اور دوسرا معنی اسکی ضمیر سے، جو اس لفظ کی طرف راجع ہے دوسرا معنی یہ کہ "کسی لفظ کے دو معانی ہوں اور اس لفظ کی طرف دو ضمیریں لوٹائی جائیں جن میں سے پہلی ضمیر سے ایک معنی اور دوسری ضمیر سے دوسرا معنی مراد لیں،

پہلے کی مثال، جیسے " فمن شهد منكم الشهر فليصمه "

دوسرے کی مثال، جیسے

فسقی الغضاءَ والساکنیہ وإنْ ھم

شَبُّوْہُ بین جوانحٍ وضلوعِ

اس میں "الغضاء" ایک لفظ ہے جسکی
طرف دو ضمیریں لوٹ رہی ہیں اور دونوں ضمیروں
کا معنی الگ ہے،

چنانچہ ساکنیہ کی ضمیر غضاء کی طرف
اور شبّوہ کی ضمیر مفعول کا مرجع غضاء ہے جو نارِ غضاء
کے معنی میں ہے

(13) جمع :

جمع وہ ہے "جس میں کئی چیزوں
کو ایک حکم میں جمع کر دیا جائے، جیسے

إنَّ الشبابَ والفراغَ والجِدَّۃَ

مفسدۃٌ للمرءِ أیُّ مفسدۃٍ

اس میں شباب، فراغ اور جدہ کو ایک
حکم یعنی فساد میں جمع کر دیا گیا ہے

(16) لف اور نشر : (لف ونشر)

پہلے کئی چیزوں کو مفصلاً یا
مجملاً بیان کر دیا جائے پھر ان کے مناسبات
کو بیان کیا جائے، مگر یہ تعیین نہ کی
جائے کہ کون سی چیز کس کے مناسب

ہے بلکہ اسے سامع کے فہم پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ خود ہی متعین کر لے جیسے
جعل لکم اللیل و النھار لتسکنوا فیہ و لتبتغوا من فضلہ ؕ

(18) مبالغہ:

کسی وصف کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ وصف شدت و ضعف یا سختی و نرمی میں اس حد تک پہنچ گیا ہے جو عقل سے بعید یا محال ہے۔

مبالغہ کی تین قسمیں ہیں

(1) تبلیغ (2) اغراق (3) غلو

1 ★تبلیغ★

اس کا مطلب یہ ہے کہ "مبالغہ کا دعویٰ عقلاً اور عادتاً دونوں اعتبار سے ممکن ہو، جیسے

إذا ما سابَقَتْها الريحُ فَرَّتْ
وَ أَلْقَتْ فِي يَدِ الريحِ التُرابَا

شعر مذکور میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ گھوڑا تیز رفتاری میں ہوا سے بھی بڑھا ہوا ہے اور یہ دعویٰ عقلاً اور عادتاً دونوں اعتبار سے ممکن ہے اگرچہ یہ وصف شاذ و نادر ہی ہوتا ہے

مگر ہوتا ضرور ہے

2 ★ اغراق ★

مبالغہ کا دعویٰ عقلاً تو ممکن ہو مگر
عادتاً محال ہو، جیسے

وَنُكْرِمُ جَارَنَا مَا دَامَ فِيْنَا
وَنُتْبِعُهُ الْكَرَامَةَ حَيْثُ مَالَ

3 ★ غلو ★

دعویٰ عقلاً بھی محال ہو اور عادتاً بھی جیسے
تَكَادُ قِسِيُّهُ مِنْ غَيْرِ رَامٍ
تُمَكِّنُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ النِّبَالَ

(93) حسنِ تعلیل :

کسی وصف کے لئے کسی غیر حقیقی
علت کا دعویٰ کیا جائے جس میں ندرت ہو
جیسے عبد الرحمن قزوینی کا شعر
لَوْ لَمْ تَكُنْ نِيَّةُ الْجَوْزَاءِ خِدْمَتَهُ
لَمَا رَأَيْتَ عَلَيْهَا عِقْدَ مُنْتَطِقٍ

تمت بالخیر

۱۴۲

جواب: محسنات لفظیہ نو ہیں:

1- تشابه الاطراف
2- الجناس
3- التصديد
4- السجع
5- مالا يستحيل بالانعكاس
6- العكس
7- التشريع
8- الموازنة
9- ايتلاف اللفظ مع اللفظ

Scanned by CamScanner